مجلۂ تحقیق

مدیر

پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم چوہدری

کلیہ علوم اسلامیہ و شرقیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور (پاکستان)

بنیادی حقوق کا فلسفہ اور اس کا اسلامی تناظر

ڈاکٹر مستفیض احمد علوی

استاذ' گورنمنٹ ڈگری کالج' ٹاؤن شپ' لاہور

جدید جمہوری نظام میں، حکومت وسیاست کا یہ طرۂ امتیاز بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے ذریعے انسانی معاشروں کو آزادی و مساوات کا تحفہ اور بنیادی حقوق کا تحفظ حاصل ہوا ہے۔ اور یہ کہ معاشرے میں فرد کی اہمیت اور اس کے حقوق کی نگہداشت کی ضمانت جمہوریت میں ہی ملتی ہے۔ جدید ماہرین سیاسیات میں ایک معتبر نام ایچ جے لاسکی (H. J. Laski) کا ہے۔ جمہوریت کے درج بالا دعوے کو بیان کرتے ہوئے وہ لکھتا ہے:

> Democracy rests on a belief in the fundamenal dignity and importance of the individual , in the essential equality of human beings, and in the need for freedom.(1)

اس سے معلوم یہ ہوا کہ موجودہ جمہوریت کی بنیاد فرد کی اہمیت و عظمت پر ہے۔ اور کسی حکومت کے لیے آج کے دور میں یہ اقدار ایک آزمائشی پیمانہ Test Case اور Touch Stone کا درجہ رکھتی ہیں۔ انہیں اصول واقدار کی پاسداری اور ان کو عروج تک پہنچانے کی صورت میں کوئی حکومت مثالی حکومت بن سکتی ہے۔

میخائل سٹیورٹ (Michael Stewart) اس فلسفے کی عملی تشریح یوں کرتا ہے:۔

> When people claim that their country is a democracy We understand them to say that, as for as is humanly possible, all the adult citizens have an equal opportunity to exercise political power.(2)

یعنی اس کے خیال میں تمام شہریوں کو عملاً سیاسی (حق کے استعمال کی) قوت ، یکساں اور مساوی طور پر حاصل ہو، تو جمہوریت روبہ عمل ہو گی ،وگرنہ نہیں۔فلسفہ جمہوریت کی اس روح کا فکری پس منظر کیا ہے؟ سالٹاؤ (Soltau) نے اسے ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ:۔

At the foundation lies a spiritual concept, that all men are equally children of god and there by equal in their needs and their rights.

حقوق اور ضروریات کی مساوات میں فرد کی آزادی کا راز پنہاں ہے۔اس کے خیال میں ریاست کا کام صرف ان حقوق کا تحفظ ہے۔اس معیار کے مطابق جس طرح کہ لوگ خود چاہیں۔لہٰذا وہ لکھتا ہے کہ:

The state is only there to give individuals their fullest, opportunity of living a good life, they, not the state being the judge of what 'goodness is for them. And finally authority cannot come from above or from outside; its only source is the people themselves; its only justification is its derivation from popular authority.(3)

سیاسی ماہرین کی درج بالا آراء سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جمہوری ریاست میں افراد کو بنیادی انسانی حقوق کا تحفظ آزادی اور مساوات کی بنیادوں پر مہیا ہوتا ہے۔فرد کی اہمیت وعظمت کو معیار بنا کر تمام لوگوں کو آزادی کے ساتھ زندگی گزارنے کے حقوق مساوی طور پر حاصل ہوتے ہیں۔وہ اپنے حقوق کے تعین اور ان کے حصول کے لئے سیاسی حاکمیت میں شرکت کے یکساں مواقع سے بھی فیضیاب ہوتے ہیں۔

ذیل میں بنیادی حقوق انسانی کے اس فلسفے کا محاکمہ ،قرآنی تعلیمات کی روشنی میں کیا جائے گا،مگر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پہلے آزادی اور مساوات کے تصورات کا تجزیہ کیا جائے۔

جمہوری فکر کے مطابق آزادی یہ ہے کہ آدمی اپنی مرضی کا مالک ہو،اپنی قسمت اور مستقبل کا معمار اور اپنی خواہشات پورا کرنے کا حق رکھتا ہو اور اس حق میں سب برابر ہوں۔اب سوال یہ ہے کہ آیا اپنی مرضی کے مطابق چلنا اور اپنی خواہشات کے مطابق زندگی گذارنا،واقعی آزادی ہے؟ ....بنظر عمیق جائزہ لیا جائے تو یہ بات منطقی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ اپنی مرضی کے تابع ہو کر رہنا،آزادی نہیں

تو دوسروں کے حقوق بطریق احسن ادا ہوتے رہتے ہیں اور بنیادی حقوق کا واویلہ نہیں مچتا۔ لیکن صورتحال اس سے متضاد ہو تو پھر ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَت ايدِى النَّاس لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِىْ عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ O (الروم: 41) کی عملی صورت سامنے آجاتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ کسی کے حقوق وفرائض کا تعین اس کے مقام و مرتبہ کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ کسی کے مقام و مرتبہ کا تعین اس کے مقصدِ زندگی یا مقصدِ وجود سے ہوتا ہے۔ یہ مقصدِ وجود یا مقصد تخلیق وہی متعین کرتا ہے جو خالقِ حقیقی ہے۔ خالق و مالک جب تخلیق کرتا ہے تو مقصدِ تخلیق کے ساتھ ذمہ داریوں کا بھی تعین فرماتا ہے۔ یہی ذمہ داریاں فرائض ہیں۔ ایک کے فرائض دوسرے کے حقوق اور دوسرے کے فرائض پہلے کے حقوق قرار پاتے ہیں۔ یہ بات سمجھ میں آجائے تو بے شمار مسائل حل ہوجاتے ہیں۔

جس انسانی معاشرے کے افراد میں سماجی فرائض سے غفلت برتنے کا رویہ عام ہوجائے وہاں بنیادی حقوق کے مطالبے عام ہو جاتے ہیں۔ جہاں انسان اپنے قدرتی اور فطری فرائض سے ''آزادی'' کا خوہشمند ہو جاتا ہے وہاں اس کے اپنے بنیادی حقوق کا مطالبہ بے معنی اور غیر منطقی ہوتا ہے۔ ایسی صورتحال میں اگر اس کے مفادات مکمل نہ ہوں تو وہ اجتماعیت کا دشمن بن کر فساد کا باعث بن جاتا ہے اور اگر یہ حقوق پورے ہونے لگیں تو وہ انفرادیت پسند، غیر جانبدار اور بے حس ہوجاتا ہے۔ دونوں صورتوں میں نتیجہ معاشرتی خودکشی کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔ جسے کچھ مل جائے وہ بے نیاز ہو کر بے حس ہوجاتا ہے اور جسے نہ ملے وہ محروم رہ کر مایوس! دل سینہ بے نور میں محروم تسلی!

کتابیات وحوالہ جات

(1) Laski, H. J. *An Introduction To Politics*, London - 1960, p-48

(2) Michael Stewart, *Modern Forms of Government*, London - 1959, p-199

(3) Soltau, *An Introduction To Politics*, Longman, London - 1968, p-166

(4) Ortega Gasset, *The Revolt Of The Masses*, New York - 1932, p-191

(5) *Ibid:* p-199 (6) *Ibid:* p-231 (7) *Ibid:* p-145

(8) Dixon, Kieth, *Freedom And Equality*, London - 1986, p-19

(9) *Ibid:* p-29

(10) راغب اصفہانی، حسن بن محمد، المفردات، مطبعۃ خدمات چاپی مصر، طبع ثانی۔1404ھ:111

(11) سیدمودودی، ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور۔1991ء:1/247

(12) Heywood, Andrew, *Political Ideas And Concepts*, London - 1998: p-141

(13) *Ibid:* p-142 (14) *Ibid:* p-145.

(15) Leo Rouch, *Political Animal*, (Amherst - 1981)

(16) راغب اصفہانی، ایضاً:125

(17) الزمخشری، محمود بن عمر، الکشاف، مطبعۃ الاستقامۃ، مصر۔1946ء:2/344
الشوکانی، محمد بن علی، فتح القدیر، مصطفیٰ البابی، مصر۔1349ھ:2/402
الطبری، محمد ابن جریر، جامع البیان، مصطفیٰ البابی، مصر۔1968ء:10/86, 114، 11/116

Quarterly

Research Journal

FACULTY OF ISLAMIC & ORIENTAL LEARNING

Vol.24 : No.68

2003

Editor:

Prof. Dr. Mohammad Akram Chaudhary
Dean

University of the Punjab
Lahore (Pakistan)